گو شاہ نے آہستہ یہ فرمائی تھی تقریر — پر سن لیا ان دونوں نے حالت ہوئی تغیر
حسرت سے نظر کی طرف حضرت شبیرؑ — اک آہ کی اور اٹھ گئے دنیا سے وہ دلگیر
چہرے الم مرگ سے کب دونوں کے فق تھے
غیرت کے سبب لاشے مگر غرق عرق تھے

خاموش شہ ابرار کہ بڑی ہے یہ مصیبت — تھے زیست کے باعث جو پسر ہو گئے رخصت
غش ہو گئی ہو دختر خاتون قیامت — بس گریہ دعا رب سے کہ اے صاحب قدرت
زینبؑ کا تصدق مری بگڑی کو بنا دے
شبیرؑ کا روضہ مجھے آنکھوں سے دکھا دے

مرثیہ

مطلع

یارب مری تقریر میں تاثیر عطا کر

یارب مری تقریر میں تاثیر عطا کر — ہاتھوں میں سوا طاقت تحریر عطا کر
نظموں میں مری قوت تسخیر عطا کر — مداحئ شبیرؑ کی جاگیر عطا کر
ہوں میرے مسخر وہ جو شیدا ہیں علیؑ کے
مداحوں میں ممتاز ہوں میں آل نبیؐ کے

دے میری زباں کو اثر سحر بیانی — دریا سے بھی بڑھ جائے طبیعت کی روانی
چلتی ہوئی تلوار بنے تیز زبانی — مضمون کی ہو باڑھ بلاغت کا ہو پانی
رنگینئ تخئیل سے صیقل ہو بیاں کی
برش ہو فصاحت سے سوا تیغ زباں کی

جو لفظ لکھوں مدح میں وہ گل نظر آئے   وہ پھول کہ جس پھول پہ بلبل نظر آئے
قرطاس پہ گلشن کا سماں کل نظر آئے   ہر ایک سطر حور کی کاکل نظر آئے
مضموں ہوں کچھ ایسے پھولوں کی کثرت سے زیادہ
خط شان ہو سبزہ و جنت سے زیادہ

اب مملکت نظم کا سلطاں مجھے کر دے   نانا کی طرح جلد سخنداں مجھے کر دے
جاہل ہوں مگر صاحب عرفاں مجھے کر دے   گو مور سے کمتر ہوں سلیماں مجھے کر دے
وہ تاج مجھے دے کہ جو بھائے مرے جی کو
وہ ملک عطا کر جو عطا کر نہ کسی کو

یعنی مجھے دے مدح کی دنیا پہ حکومت   عزت مرے نزدیک یہی ہو یہی رفعت
نظروں میں مری کم ہو سلیماں کی ریاست   جس پر نہ زوال آئے ہو دولت وہی دولت
دنیا کی حکومت کبھی کام آ نہیں سکتی
دولت ہے وہ دولت کہ جو جا نہیں سکتی

جب مدح کی زائل ہوئی عصیاں کی سیاہی   سب بے اثر ہو گئے تا ماہ ز ماہی
گھیرے ہوئے ہر سو تری رحمت ہو الٰہی   ہو راج ہمارا تو یہی اور یہی شاہی
کب تاج ہو شبیرؑ کے داماں سے زیادہ
منبر ہے ہمیں تخت سلیماں سے زیادہ

افکار سوا ہیں تو مجھے غم نہیں یارب   تھا مدح کا جو شوق ذرا کم نہیں یارب
اندوہ سے فرصت مجھے اک دم نہیں یارب   پر جز غم سرور کوئی ماتم نہیں یارب
گو راحت و آرام کا اب ذکر نہیں ہے
پر تیرے کرم پر ہو نظر فکر نہیں ہے

تو کر جو مدد لکھوں مدینہ کی بہار آج — اس باغ کا دنیا کو دکھا دو [illegible]
یارب ترے محبوب پہ ہوں پھول نثار آج — آجائیں مرے نخل تمنا میں بھی بار آج
الہام کے مضموں ہیں یہی شور ہو سب میں
دکھلا دیں بہار آج گلستان عرب میں

جس وقت مدینہ پہ ہوئی رحمت باری — مانند صبا آئی محمد کی سواری
گل دیں کے کھلے آنے لگی فصل بہاری — بس لیلئ اسلام نے بھی زلف سنواری
یہ نور کی تصویر غضب بھا گئی سب کو
ہر ایک ادا اس کی پسند آ گئی سب کو

اب کفر کی شب ختم ہوئی دیں کی سحر ہے — ہر اک کی رخ احمد مرسل پہ نظر ہے
یہ مہر رسالت ہے زمانہ کو خبر ہے — اسلام بھی اک شاخ ہو جسکی وہ شجر ہے
عالم ہوا پر نور جو پھیلا اثر اس کا
ایماں جسے سب کہتے ہیں ہو اک ثمر اس کا

الٹے ہے نقاب آج جو وہ نور الٰہی — زائل ہوئی ہو کفر و ضلالت کی سیاہی
بت سجدہ میں ہیں ایسی بڑھی سطوت شاہی — یہ دیکھ کے دیتے ہیں ملائک بھی گواہی
ہاں اسکے مقابل تو نہ مہر اور نہ قمر ہے
یہ روئے محمد ہے کہ جنت کی سحر ہے

طالع ہوا اسلام کا جب مہر منور — پر نور مدینہ ہوا روشن ہوا ہر گھر
جو قلب سیہ تھے وہ ہوئے سب مہ و اختر — سجدہ کیا ہر بت نے جبیں رکھی زمیں پر
خود تھوک دیا اپنے پرستار کے منہ پر
اب صبح ہے یہ کہہ دیا کفار کے منہ پر

ہر سمت یہ غل ہے کہ کھلا ہے گل اسلام تھا فصل خزاں کفر تو وہ ہو گیا بدنام
اب دیں کی بہار آئی مسرت کا ہنگام جنت کی ہوا کھاتے ہیں یاں سب سحر و شام
مومن ہیں جو اس گلشن عالی کے حسیں ہیں
نزدیک خدا اُن سے خدا سے وہ قریں ہیں

ایماں کے گلشن کی ہر ایک چیز ہے پیاری کس رنگ پہ ہے دیکھو فروعات کی کیاری
اس باغ کی ہو نہر کہ ہے رحمت باری ہوتے ہیں حصول اب سب اسلام کے جاری
ہر دم کرم و رافت داور کا بیاں ہے
اس نہر کی ہے موج کہ احمدؐ کی زباں ہے

ہے قوت نامیہ یہاں قدرت داور رحمت ہوئی ہے سایہ فگن ابر سے بڑھ کر
اک نخل بڑھایا کہ گیا عرش بریں پر تھا فاصلہ باقی دو کمانوں سے بھی کمتر
کچھ لطف نیا بلبل مضطر کو ملا تھا
گل اور بھی کچھ مہر نبوت کا کھلا تھا

یہ قوت نامیہ نے رنگ اپنا دکھایا ہر گوشہ میں اسلام کا تخم آپ جمایا
امداد سے حیدرؑ کی فروغ اور بھی پایا یہ بن کے نگہبان بڑھے کفر کو ڈھایا
برباد کیا ظلم کی ہر کشت کو آ کے
سب صاف چمن کر دیے کانٹوں کو ہٹا کے

اب کثرت گل ہو کہ نہیں جس کا ٹھکانا کانٹوں نہیں پھنسے چاہے جو اس باغ سے جانا
ممکن نہیں یہاں کفر کی صرصر کا اب آنا سب بھر گیا اسلام کے پھولوں سے زمانا
ہر جا ہیں یہ موجود کہ پیارے ہیں سب کے
ہیں ہند کے گلشن میں بھی اب پھول عرب کے

مسدس

ریاض شدہ

گل کھل گیا اس باغ میں اک ایک سے بہتر | مشہور محمد ہوا کوئی، کوئی حیدر
شبیر ہے کوئی، کوئی کہلاتا ہے شبر | ہے فخر کسی پھول کو زہرا کے لقب پر

ہیں پنجتنی اس کے جو گلچیں تو بجا ہے
اس باغ کی ان پانچ ہی پھولوں نے بنا ہے

خلق حسنی بن گیا اس باغ کا سبزہ | ہر پھول میں ہو گلشن فردوس کا نقشہ
ہر آنکھ وہ نرگس کرے بیماروں کو اچھا | زلفیں وہ کہ سنبل کو کہنا نہیں ہو سکتا

یہ پھول وہ ہیں جن سے عیاں شان خدا ہے
رخسار کی خوشبو سے جہاں مست ہوا ہے

اس باغ میں ہے اک شجر رحمت باری | عالم میں ہوا جو سبب فصل بہاری
شاخ اسکی ہے اک فاطمہ اللہ کی پیاری | حیدر ہیں ثمار بنے جنہیں تیغ [illegible]

سب شیعہ ہیں پتے کہ یہ ان سب کی سپر ہیں
اس نخل کے دو شبر و شبیر ثمر ہیں

آئی یہ بہار ایسی کہ عالم ہوا گلشن | اسلام کے پھولوں سے ہر اک بھر گیا دامن
گلچیں وہی مومن ہیں جو ہیں جنکے لئے امن | اسلام کے گلشن ہوئے جو کفر کے تھے بن

پوری نہ ہو اب کوئی تمنا نہیں ایسی
خوشبو نہ ہوا اس گل کی کوئی جا نہیں ایسی

کیں بلبل اسلام نے گو کوششیں سو بار | یہ بھید ہیں پھولوں کے یہاں دیکھ [illegible]
سب جانتے ہیں انکو نہیں حاجت اظہار | ہر آج بھی ہر ایک کی نظروں میں [illegible]

ظاہر حق و باطل ہو یہی مرضی رب ہے
ہر باغ میں ہوتے ہیں جو کانٹے یہ سبب ہے

مانندِ خزاں بڑھ گیا اُن کانٹوں کا جب دَور — تھا گلشنِ ہستی میں نہ کچھ جُز ستم و جور
جو رنگِ خزاں ہوتا ہے اُن کا تھا وہی طَور — گُل جا چکے فردوس میں کتنے جو کرو غور
اک پھول ہے مرجھانے کو اب دشتِ بلا میں
بے مثل ہے یہ رنگ میں اور بوئے وفا میں

بویا ہے انھیں کانٹوں کا یہ تخمِ ضلالت — ملعون یزید اب ہوا ہے طالبِ بیعت
مرجانے پہ تیار ہے پابندِ شریعت — پر بیعتِ فاسق پہ نہیں آتی طبیعت
ہے شاق بہت ہجرِ چمن گو کہ ولی کو
چارہ نہیں پر کوئی حسینؑ ابنِ علیؑ کو

پژمردہ ہو دل جا چکے فردوس میں انصار — مرجھا گئے گُل گلشنِ حیدر کے بھی دو چار
شبنم کی طرح رو رہے ہیں سیّدِ ابرار — اک غنچہ دہن اب ہے اجازت کا طلبگار
فرماتے ہیں فرقت مجھے کیونکر نہ کٹھن ہو
بیٹا تمھیں اے رونقِ گلزارِ حسنؑ ہو

کس حال میں عمو ہے خبر کیا نہیں تم کو — اے لال ذرا پاس چچا کا نہیں تم کو
ماں رانڈ ہے دکھیا کوئی پروا نہیں تم کو — موت اسکی ہے مرنے کی تمنا نہیں تم کو
غم کھائے گی اور خونِ دلِ زار پئے گی
جب تم نہ ہوئے کس کے سہارے وہ جئے گی

بچے ہو ابھی تم کو لڑائی سے غرض کیا — ہر بات میں ضد کرنا بھی اچھا نہیں ہوتا
دل کھیل میں بہلاؤ جو ہو پیاس زیادہ — ہمشکلِ نبی بھائی کے پاس آؤ تو بیٹا
منھ آنسوؤں سے دھونے نہ دینا انھیں پیارے
قربان پدر رونے نہ دینا انھیں پیارے

لے جاؤ انھیں خیمہ میں ماں پاس میں قرباں
کہہ دیجیو اس سن میں ہو مر جانے کا ارماں
منھ زرد ہو رنجیدہ ہیں نفس ہیں پریشاں
مرنے سے جو روکا انھیں میرے ہوئے گریاں
کیا جانیے کیا دل پہ یہ غم سہتے ہیں بھابھی
روتے ہیں پہ کچھ منھ سے نہیں کہتے ہیں بھابھی

خیمہ میں انھیں لے گئے ہمشکل پیمبر
کیا جانیے کیا سمجھی انھیں دیکھ کے مادر
دل تھام کے وہ آہ کی رونے لگا سب گھر
فرمایا یہ کیوں آئے ہیں بیٹا علی اکبرؑ
کی عرض عبث جاں حزیں کھوتے ہیں قاسمؑ
بھیجا ہے پدر نے کہ بہت روتے ہیں قاسمؑ

لپٹا لیا بیٹے کو گلے بڑھ کے کہا واہ
بیکار کو رلوا دیا کس نے تجھے اے ماہ
کیا بات ہے کیا صدمہ ہے کچھ میں بھی ہوں آگاہ
قربان گئی دل کو سنبھال اے مرے ذی جاہ
تن سرد ہے منھ زرد ہے یہ ماجرا کیا ہے
دل سینہ میں مضطر تر البسمل سے سوا ہے

وں چاند سا منھ زرد ہے کیوں نفس ہے برہم
آنسو گل رخسار پہ ہیں صورت شبنم
ں چپ ہو اب بند ہو گئی ہچکی یہ ہو عالم
کچھ میں بھی سنوں دشمنوں کا ہے کا ہو غم
کیوں خون کو بیکار کبھی کھولاتے ہو واری
بس صبر کرو سرد ہوئے جاتے ہو واری

نچا کرو سر لینے دو مادر کو بلائیں
بس چپ ہو دیکھو کہیں بہنیں نہ ستائیں
مرتبہ ہنس دو تو میں دوں لاکھ دعائیں
اے لال جو مانو تمھیں اک بات بتائیں
بہلاؤ دل اپنا نہیں کچھ فائدہ غم سے
لو شہ سے رضا جنگ کرو فوج ستم سے

یہ سنتے ہی خوش ہو گیا دل ہنس دیئے اک بار
کی عرض کوئی وجہ نہ رونے کی تھی زنہار
بس اذن وغا کے لیئے مضطر تھا دلِ زار
فرمایا کہ پہلے ہی نہ کیوں کر دیا اظہار
جو شہ کے نہ کام آئے وہ سر سبز نہیں بیٹا
مر جانے کا دن آج ہے بہتر نہیں بیٹا

ماں بیٹوں میں یاں ہوتی تھی الفت کی یہ تقریر
جو خیمہ میں روتے ہوئے داخل ہوئے شبیرؑ
تھی دستِ مبارک میں بڑے بھائی کی تحریر
فرماتے تھے بہتر ہے جو ہو خواہشِ تقدیر
پالا ہے جنھیں گود میں کس ناز و نعم سے
غربت میں وہ بچے بھی چھٹے جاتے ہیں ہم سے

کس درد سے پھر مادرِ قاسمؑ کو پکارا
بھابھی ادھر آؤ کہ مرا دل ہو دو پارا
گو داغ بھتیجہ کا مجھے تھا نہ گوارا
بھائی کی وصیت سے مگر کچھ نہیں چارا
تم لوگوں سے رخصت ہے اب اس شاخِ چمن کی
قاسمؑ نے یہ دی ہے مجھے تحریر حسنؑ کی

اب نیک یہ جاتے ہیں زلفوں کو سنوار دو
میلا ہے بہت رخت بدن جلد اتار دو
جلدی کرو باتوں میں نہ اب وقت گزار دو
پورے کرو ارمان جو ہوں دل کو نہ مار دو
شاہانہ لباس آج پہنا کے انھیں بھیجو
میدان میں نوشاہ بنا کے انھیں بھیجو

بہنوں سے کہو زلفوں میں آ کے کریں شانہ
یہ ہوں جو پریشان تو باتوں میں لگانا
سرمہ بھی لگاؤ مگر آنسو نہ بہانا
گو وقت نہیں عطر سے پوشاک بسانا
یوں بھی نہ کسی نخلِ تمنا میں پھل آئے
نزدیک ہے بھابھی کہ عروسِ اجل آئے